کلامِ رضا
اور
صحابہ کی ثنا
شمع ساں ایک ایک پروانہ ہے اس با نور کا
نورِ حق سے لو لگائے دل میں رشتہ نور کا
صلی اللہ علیہ وسلم
انجمن والے ہیں انجم بزمِ حلقہ نور کا
چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا
رضی اللہ عنہم اجمعین
ترتیب و تحریر
قاضی عبدالدائم دائم
رضا اکیڈمی 'رجسٹرڈ' لاہور (پاکستان)

کلامِ رضا
اور
صحابہ کی ثنا

اس مقالہ میں

اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام ''حدائق بخشش'' کے شیریں اشعار سے ثابت کیا گیا ہے کہ اعلی حضرت کو تمام صحابہ کرام سے بے انتہا محبت تھی' بالخصوص خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم و عن الصحابۃ اجمعین کی الفت و ولا میں اس قدر مستغرق و گم گشتہ تھے کہ نوع بنوع کمالات کو ہو بہو تخیلات سے آراستہ کرکے ان کی عظمتوں کو اجاگر کرتے رہے اور انتہائی دلنشیں پیرائے میں ان کے حضور عقیدت کی ڈالیاں اور سلاموں کے گجرے نذر گزارتے رہے۔

ترتیب و تحریر

قاضی عبدالدائم دائم

سرپرست' ماہنامہ جام عرفاں

سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ' ہرق پور ہزارہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور (پاکستان)

سلسلہ اشاعت نمبر 153

نام کتاب---------- کلام رضا اور صحابہ کی ثنا

ترتیب و تحریر---------- قاضی عبدالدائم دائم

ناشر---------- رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور

کمپوزنگ---------- صدریہ کمپوزنگ عیدگاہ ہری پور

فون نمبر 0995-610787

مطبع---------- احمد سجاد آرٹ پریس موہنی روڈ لاہور

ہدیہ---------- دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور

☆-----عطیات بھیجنے کے لئے-----☆

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر 38 / 938 حبیب بنک

وسن پورہ برانچ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات.....10.....روپے کے ٹکٹ ارسال کریں

☆-----ملنے کا پتہ-----☆

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رضا محبوب روڈ چاہ میراں لاہور پاکستان

کوڈ نمبر 54900 فون نمبر 7650440

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از

محقق بے مثال ، مصنف باکمال

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری

نحمدہ' و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین

امام احمد رضا بریلوی ہندوستان کے وہ نابغہ روزگار تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تقریباً پچاس علوم میں مہارت کاملہ عطا فرمائی تھی۔ اردو' عربی اور فارسی میں ایک ہزار کے قریب تصانیف ان کی وسعت علمی کی ناقابل تردید دلیل ہیں۔ معقولات اور منقولات کے فرد فرید عالم ہونے کے ساتھ وہ تینوں زبانوں میں قادر الکلام شاعر بھی تھے۔

ڈاکٹر غلام محی الدین الوائی لکھتے ہیں:

"قدیم مقولہ ہے کہ علمی تحقیق اور شاعرانہ نازک خیالی بیک وقت کسی شخص میں نہیں پائی جاتی' لیکن مولانا احمد رضا خاں نے اس نظریے کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ وہ محقق عالم ہونے کے ساتھ بلند فکر شاعر بھی تھے۔" (مجلہ صوت الشرق' قاہرہ' شمارہ ۱۹۰' ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ)

الحمد للہ! جامعہ ازہر شریف' قاہرہ میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف بھرپور انداز میں کروایا جارہا ہے۔

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی کے صدر جناب سید وجاہت رسول قادری نے ۲۲ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو جامعہ ازہر شریف کے کلیۃ الدراسات الاسلامیۃ و العربیۃ میں اہل علم کے اجتماع میں تین فضلاء کو تعارف رضویات کے سلسلے میں قابل قدر خدمات انجام دینے پر "امام احمد رضا گولڈ میڈل" پیش کیا۔

۱----داکتر حسین مجیب مصری' استاذ کلیة الآداب' عین شمس یونیورسٹی' قاهره.

۲----داکتر رزق مرسی ابوالعباس' استاذ کلیة الدراسات الاسلامیة والعربیة' جامعه ازهر.

۳----سید حازم محمد احمدالمحفوظ' مدرس مساعد اللغة العربیة و آدابها' جامعة الازهر۔

ڈاکٹر رزق مرسی ابوالعباس مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم نے پاکستان کے بعض مفکرین (علامہ اقبال) کو ان کے کلام کے ترجمہ سے پہچانا لیکن امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو براہ راست ان کے عربی کلام (بساتین الغفران) کے ذریعے پہچانا---- اور ان کے اس مصرع کا تو جواب ہی نہیں:

الصبر مفزعنا و الله مرجعنا"

ڈاکٹر حسین مجیب مصری مدظلہ ساٹھ کتابوں کے مصنف ہیں' جنہیں

حکومت پاکستان نے علامہ اقبال کی سات کتابوں کا عربی نظم میں ترجمہ کرنے پر ایوارڈ دیا ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ سلام کا عربی نظم میں ترجمہ کیا ہے اور اس پر ایک سو پانچ صفحات کا مبسوط مقدمہ لکھا ہے۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں

"محمد احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ عاشق صادق ہیں کیونکہ ان کے عشق کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ان کے کلام کے ہر لفظ سے محبت کی عطر بیز خوشبو مہکتی ہے --- وہ محبت جو کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کے دلوں کو معطر کرتی ہے اور ایمان و ایقان والوں کی روح کو سرشار کر دیتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی بدولت انہیں بلند مقام اور فکر کی رفعت حاصل ہوئی۔ صرف یہی نہیں بلکہ دل ان کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔"

(مقدمة المنظومة السلامية، مطبوعہ قاہرہ، مصر ۱۹۹۹ء)

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کامل الایمان اور متبحر عالم تھے اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت میں فنا تھے۔ وہ ایسی توحید کے قائل تھے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور غلامی کے ذریعے حاصل ہو۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کی بنا پر اہل بیت کرام اور صحابہ عظام کی محبت و تعظیم کو بھی لازم ایمان اور حرز جان قرار دیتے تھے۔

★★★

کلام رضا---اور---صحابہ کی ثنا

پیش نظر مقالہ حضرت علامہ مولانا قاضی عبدالدائم دائم مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ ہری پور کی تحریر لطیف ہے۔ قاضی صاحب وسیع علم و فضل اور غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ انہیں عربی، فارسی، اردو نظم و نثر میں یکساں دسترس حاصل ہے۔ اور قلم پر پورا کنٹرول ہے ماہنامہ جام عرفان ہری پور میں حضور سید عالم ﷺ کی سیرت طیبہ قسط وار لکھتے رہے جو نبی اکرم ﷺ کی محبت والفت میں ڈوب کر لکھی گئی ہے اور وہی رسالے کی جان ہوتی تھی۔ یہ سیرت مبارکہ "سید الوریٰ" ﷺ کے نام سے دو جلدوں میں چھپ کر مقبول عام ہو چکی ہے۔(۱) "بلاوا" کے نام سے حرمین شریفین کا سفر نامہ چھپ چکا ہے۔ ان کی تحریر میں ادبی چاشنی، عالمانہ وقار اور عشق و محبت کی حلاوت ہے۔ جابجا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار موقع محل کی مناسبت سے تحریر کرتے ہیں اور خوب انتخاب کرتے ہیں۔

انہوں نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے عربی دیوان "بساتین الغفران" پر جسے جامعہ ازہر مصر کے استاذ سید حازم محمد احمد المحفوظ نے ترتیب دیا ہے، شاندار قطعہ تاریخ عربی میں لکھا ہے، جوان کے ملکہ شعری کے ساتھ عربی زبان و ادب پر دسترس کی عمدہ مثال ہے۔ اس کے علاوہ ایک مقالہ فتاویٰ رضویہ جلد اول کے خطبہ پر بھی لکھا ہے جس میں امام احمد رضا بریلوی نے حمد و صلوٰۃ کے ضمن میں فقہ حنفی کی نوے کتابوں کے نام سمودئے ہیں۔ مختصر یہ کہ انہیں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ساتھ خاص قلبی لگاؤ ہے۔ ان کے بعض تفردات بھی ہیں

(۱) ۱۹۹۸ء میں کتب سیرت کا اسلام آباد میں جو مقابلہ منعقد ہوا اس میں حمد للہ سید الوریٰ ۹۶ کتب سیرت میں اول آئی اور صدارتی ایوارڈ کی مستحق قرار پائی۔

جنہیں ان کی خصوصیات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

پیش نظر مقالہ میں قاضی صاحب نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے وہ اشعار منتخب کئے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و جلالت اور مدح و ثنا پر مشتمل ہیں اور ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ اس انداز میں ہے کہ اسے نعت کا حصہ بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں وہ اشعار شامل نہیں کئے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مستقل مناقب میں لکھے گئے ہیں۔ قاضی صاحب نے ان اشعار کو اس حسین انداز میں پیش کیا ہے کہ ان کا پس منظر اور مطلب پوری طرح اجاگر ہو کر قاری کے سامنے آ جاتا ہے۔ آخر میں بڑے خوبصورت انداز میں دعوت فکر دی ہے کہ جس امام اہل سنت نے بارگاہ صحابہ میں اتنے حسین گلدستے پیش کئے ہیں کیا اس پر شیعہ ہونے کا الزام کوئی راست گو اور راست فکر لگانے کی جرأت کر سکتا ہے؟

قاضی صاحب نے سلام رضا کے بعض اشعار کی رواں دواں تضمین بھی کی ہے اور وہ بھی مدینہ منورہ میں۔ یہ تضمین بھی اس اشاعت کے آخر میں شامل کی جا رہی ہے۔ اراکین رضا اکیڈمی، لاہور قاضی صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس عمدہ مقالے کی اشاعت کی اجازت دی۔ مولائے کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

استاذ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۲۶ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۰ھ

۱۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرورِ عالم ﷺ کے جاں نثار اصحاب رضی اللہ عنہم وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کے اوصاف وکمالات خود رب العالمین نے جابجا ذکر فرمائے ہیں۔ چنانچہ سورۂ فتح میں ارشاد ربانی ہے

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں (یعنی صحابہ کرام) وہ کافروں پر نہایت سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔ تم انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدے کرتے ہوئے پاؤ گے۔ وہ اللہ فضل اور رضا کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ ان کے چہروں پر سجدہ گذاری کے نشانات ہیں۔"

صحابہ کرام پہلے کمزور تھے پھر رفتہ رفتہ توانا اور طاقتور ہوتے گئے اور بالآخر اس قدر قوی ہوگئے کہ انہیں دیکھ کر کفار و مشرکین غصے سے جل بھن جاتے تھے۔ صحابہ کرام کی اس کیفیت کو اجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک تمثیل بیان فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ یہ مثال انجیل میں بھی مذکور ہے۔

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط ۴۸/۲۹

(جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اپنی سوئی کو قوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر یوں سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی (صحابہ کرام کو یہ نشو و نما اللہ تعالیٰ نے اس لئے دیا) کہ ان کے ذریعے سے کفار کو

جلائے۔)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اپنی فارسی مثنوی "ردِّامثالیہ" میں اسی تمثیل کی طرف تلمیحات کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مزرعے کش آب داد آں بحرِ جود
حق بتنزیل مبیں وصفش نمود

(وہ کھیتی جس کو سخاوت کے دریا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے پانی دیا اس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن مبین میں یوں بیان فرمائی ہے۔)

قُلْ " کَزَرْعٍ اَخْرَجَ الشَّطْأَ " الی
"ازر" "فاسْتَغْلَظَ" ثُمَّ "استوی"
"یُعْجِبُ الزُرَّاعَ" کالْماءِ الْمَعِیْن
کے "یَغِیْظَ" الْکَافِرِیْنَ الظَّالِمِیْن

(پڑھو "کزرع اخرج الشطأ" سے "آزر" "فاستغلظ" پھر "استوی" تک۔ یہ کھیتی کسانوں کو آبِ رواں کی طرح بھلی لگتی ہے تاکہ اس کو دیکھ کر کافروں اور ظالموں کو غصہ آئے۔)

❋ ❋ ❋

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ہمیشہ کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ قرار دیتے ہوئے ان کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے۔ فرماتے ہیں۔

اَصْحابِیْ کالنّجُوْم فبِاَیِّھم اقْتَدَیْتُم اِھْتَدَیْتُمْ (میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔)

امام احمد رضا اس حقیقت کو یوں واضح فرماتے ہیں۔

شمع ساں اک ایک پروانہ ہے اس با نور کا
نور حق سے لو لگائے دل میں رشتہ نور کا
انجمن والے ہیں انجم بزم حلقہ نور کا
چاند پر تاروں کے جھرمٹ سے ہے ہالہ نور کا

ایک اور حدیث میں سرکار دو جہاں ﷺ نے اپنے اہل بیت کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے تشبیہ دی ہے۔ فرماتے ہیں

الا انَّ مثل اھْل بَیْتِیْ فِیْکُمْ مثلُ سفِیْنَۃِ نُوْحٍ ' منْ رکِبھانجاومَنْ تَخلّف عنْھا ھلك .

(آگاہ رہو کہ تمہارے درمیان میرے اہل بیت کی مثال "سفینۂ نوح" جیسی ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔)

کشتی میں سفر کرنے والے اگلے زمانے میں ستاروں ہی سے رہنمائی حاصل کیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خوبصورت بات کہی ہے کہ ہم اہل سنت اللہ کے فضل سے محبت اہل بیت کے سفینے میں سوار ہیں اور صحابہ کرام کے نجوم ہدایت سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اس لئے امید رکھتے ہیں کہ سفینۂ محبت اہل بیت کی بدولت قیامت کی مشکلات اور جہنم کے خطرات سے نجات پا جائیں

گے اور نجومِ اصحاب سے راہنمائی پانے کی وجہ سے سیدھے راستے پر چلتے ہوئے جنت کی لازوال نعمتوں تک پہنچ جائیں گے۔ (مرقاۃ باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ۔)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات شاعرانہ زبان میں اتنی جامعیت و اختصار سے بیان کی ہے کہ بلاغت جھوم اٹھتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

اہلِ سنت کا ہے بیڑا پار' اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

صحابہ کرام کی اس پاکیزہ جماعت کے کچھ افراد فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے تھے اور کچھ فتح مکہ کے بعد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی (اللہ نے سب کے ساتھ اچھے انجام کا وعدہ کر رکھا ہے۔) امام احمد رضا ان دونوں گروہوں پر سلام پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

مؤمنیں پیشِ فتح و پسِ فتح سب
اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

پس فتح ایمان لانے والوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں جن کو اہل بیت کی محبت کے کچھ دعوے دار اچھا نہیں سمجھتے' بلکہ بعض ناعاقبت اندیش تو ان پر زبان طعن دراز کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ حالانکہ اہل سنت کا شروع سے عقیدہ چلا آرہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام و مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہت

ہی بلند وبالا ہے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں اور شرف صحبت کی وجہ سے ان ستاروں میں شامل ہیں جن کی پیروی کرنا باعث ہدایت ونجات ہے۔

یہی بات امام احمد رضا نے نہایت خوبصورت اور البیلے انداز میں بیان کی ہے۔ حضرت علی کی منقبت کے دوران ان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔

کے رسد مولیٰ! بمہر تا بناکت نجم شام
گو بنور صحبت او ہم صبح انور آمدہ

(مولیٰ علی! "نجم شام" بھلا آپ کے مہر تاباں کا کب ہمسر ہو سکتا ہے! اگرچہ نور صحبت کی وجہ سے وہ بھی صبح روشن کی طرح منور ہے۔)

واضح رہے کہ "نجم شام" سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ ان کا پایہ تخت ملک شام تھا۔ اس میں عجیب ادبی لطافت بھی ہے کہ نجم، یعنی ستارہ جب نمودار ہوتا ہے تو وقت بھی شام کا ہوتا ہے۔

بہر حال اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مؤمنین خواہ پیشِ فتح ہوں یا پسِ فتح سب اہل خیر ہیں، سب اہل عدالت ہیں لیکن ان میں فرق مراتب ضرور ہے اور پیشِ فتح ایمان لانے والوں کے درجات اُن سے بہت بلند ہیں جو پسِ فتح ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا o

تم میں سے وہ لوگ جو فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کر چکے اور جہاد کر چکے (اور

وہ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا) برابر نہیں ہو سکتے بلکہ پہلے خرچ کرنے اور جہاد کرنے والوں کا درجہ ان سے بہت بلند ہے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا۔)

پھر فتح سے پہلے ایمان لانے والوں کے بھی مختلف درجات ہیں۔ مثلاً غزوۂ بدر کے شرکاء غیر معمولی اعزاز کے حامل ہیں کیونکہ انہی کی قربانیوں سے پہلی دفعہ اہل ایمان فتح مبین سے ہم کنار ہوئے اور کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوئیں۔ امام احمد رضا نے بدر کی دفع ظلمت اور ضوفشانی واضح کرنے کے لئے عجیب معنی آفرینی کی ہے لیکن اس کو سمجھنے کے لئے چار نکات ذہن میں رکھنے ضروری ہیں

ا----جہاں یہ جنگ لڑی گئی اس جگہ کا نام "بدر" تھا اور بدر کے معنی ہیں چودھویں کا چاند۔

ب----جس کی قیادت میں یہ جنگ ہوئی وہ بھی چاند تھا---طیبہ کا چاند۔

ج----"چاند" کی قیادت میں جن خوش نصیبوں نے اس غزوے میں حصہ لیا وہ "ستارے" تھے----ہدایت کے ستارے۔

د----ان ستاروں کے ہاتھوں میں بلکے سے خم والی جو تلواریں رخشاں تھیں وہ "ہلال" تھیں، یعنی ہلال کی طرح چمکدار اور خمیدہ۔

ظاہر ہے کہ جہاں ضیاء پاشی کے اتنے ذرائع جمع ہو جائیں وہاں روشنی ہی روشنی پھیل جائے گی اور ظلمت و تاریکی کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ امام احمد رضا نے اس سیل معانی کو کس طرح چند الفاظ میں بند کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

گرد "مہ" دست "انجم" میں رخشاں "ہلال"
"بدر" کی دفع ظلمت پہ لاکھوں سلام

ہاتھوں میں رخشاں ہلالی تلواریں لئے ہوئے ان ستاروں نے جب نعرہائے تکبیر بلند کئے تو ان کی ہیبت سے زمین تھرتھرا اٹھی اور جب ان کے جیش نے جنبش کی تو آسمانوں سے اللہ کی مدد اتر آئی--ولقد نصرکم اللہ ببدر-(یقینا اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری نصرت فرمائی)

امام احمد رضا اس دلآویز نظارے پر یوں سلام پیش کرتے ہیں۔

شور تکبیر سے تھرتھرائی زمیں
جنبش جیش نصرت پہ لاکھوں سلام

غزوۂ احد میں بعض صحابہ کی ایک غلط فہمی کی وجہ سے جب فتح مبین کا آفتاب گہنا گیا تو اس وقت سرور عالم ﷺ کے پروانوں نے آپ کو دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے جسم و جان کی جس طرح قربانیاں پیش کیں اس کی مثال تاریخ عالم میں کہیں نہیں ملتی۔ امام احمد رضا ؒ فرماتے ہیں کہ بدر و احد کے ان شہداء نے اپنی جانیں وار کے اس بیعت کا حق ادا کر دیا جو انہوں نے اپنے آقا کے ہاتھ پر کی تھی۔

جاں نثاران بدر و احد پر درود
حق گزاران بیعت(۱) پہ لاکھوں سلام

---

(۱) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "بیعت" سے مراد بیعت رضوان ہو۔ اس بیعت کے شرکاء کا یہ امتیاز

یوں تو احد کے سارے ہی جان نثار۔۔ بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن ---کا مصداق تھے مگر ان میں سطوت و شوکت والا ایک ایسا شیر غراں (دھاڑنے والا شیر) بھی تھا جو جس طرف رخ کرتا تھا صفوں کی صفیں الٹ دیتا تھا بالآخر وہ بھی ایک حبشی کے پھینکے ہوئے نیزے سے گھائل ہو گیا۔ پھر اس کے ناک کان کاٹ لئے گئے اور کلیجہ بھی نکال لیا گیا۔ سرور کونین ﷺ نے اس کو "اسد اللہ واسد رسولہ" (اللہ اور اس کے رسول کا شیر) قرار دیا اور "سید الشہداء" کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس کی جانبازیوں میں بھلا کس کو شک ہو سکتا ہے۔!

امام احمد رضا تاجدار مدینہ ﷺ کے اس عم مکرم پر یوں سلام پیش کرتے ہیں۔

ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیر غران سطوت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام میں دس ایسے خوش نصیب بھی تھے جن کو نام بنام جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ انہی کو "عشرہ مبشرہ" کہا جاتا ہے۔ امام احمد رضا نے ان پر یوں

خاص ہے کہ بظاہر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور انہی کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے تھے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ درحقیقت انہوں نے مجھ سے بیعت کی تھی اور ان کے ہاتھوں پر میرا ہاتھ تھا۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ط ید اللہ فوق ایدیھم ط ۱۰/۲۶

اللہ اکبر کیا شان ہے اہل بیعت کی! امام احمد رضا ان کی اسی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وصف اہل بیعت آمد اے رشید فوق ایدیھم یداللہ المجید

(اے ہدایت یافتہ انسان! اہل بیعت کی (قرآن میں) یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ ان کی ہاتھوں پر اللہ بزرگ و برتر کا ہاتھ ہے)

سلام پیش کیا ہے۔

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

✿ ✿ ✿

الغرض صحابہ کرام کا شاید ہی کوئی ایسا طبقہ ہو جس کی عظمتوں کے امام احمد رضا نے گن نہ گائے ہوں اور خوبصورت اشعار کے نذرانے پیش نہ کئے ہوں۔ بلا شبہ امام احمد رضا کو تمام صحابہ کرام سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ مگر خلفاء راشدین کے ساتھ بالخصوص آپ کو ایسی وابستگی اور عشق تھا کہ اپنے کلام کا ایک بڑا حصہ خلفاء اربعہ کی شان و رفعت اور فضائل و مناقب بیان کرنے کے لئے وقف کر رکھا ہے اور اس مقصد کے لئے اتنے گوناگوں اور متنوع انداز اختیار کئے ہیں کہ آدمی ان کے تخیل کی رسائی اور تفکر کی گہرائی پر حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔

کبھی وہ سرور کونین ﷺ کو ابر نیساں (۱) سے تشبیہ دیتے ہیں اور خلفاء راشدین کو موتیوں سے۔ موتی صدف کے اندر بنتے ہیں اور صدف سمندر میں پائی جاتی ہے۔ امام احمد رضا کی تشبیہ کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مشبہ بہ سے متعلق چاروں چیزیں یعنی ابر نیساں، صدف، سمندر اور بارش کے وہ قطرے جو صدف میں پڑ کر موتی بن جاتے ہیں، مشبہ کے لئے ثابت کئے ہیں اور تشبیہ کا حق ادا کر دیا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کرم کا ابر نیساں ہیں، چاروں خلفاء اس ابر کے قطرے ہیں، خلافت راشدہ کا تخت وہ صدف ہے جس میں پڑ کر یہ چاروں موتی بن

(۱) ابر نیساں موسم بہار کے اس بادل کو کہا جاتا ہے جس کے قطرے سے سیپیوں میں موتی بنتے ہیں۔

گئے اور جس سمندر میں خلافت کی صدف نمودار ہوئی وہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک شریعت ہے۔

ملاحظہ فرمائیے ان کے یہ دلنشین فارسی اشعار مع ترجمہ۔

ابر نیسان است ایں ابر کرم
دُرِّ رخشاں آفریں دَر قعرِ یم

(نبی اکرم ﷺ کرم کا ایسا ابر نیساں ہیں جس کے قطروں سے سمندر کی گہرائی میں چمکدار موتی بنتے ہیں۔)

قطرہا کزوے چکید اندر صدف
گوہرِ رخشندہ شد با صد شرف

(اس ابر کرم کا جو قطرہ صدف میں ٹپکا نہایت اعلیٰ واشرف قسم کا گوہر تاباں بن گیا۔)

بحرِ ذاخر شرعِ پاکِ مصطفیٰ
داں صدف عرشِ خلافت اے فتیٰ

(وہ سمندر (جس میں صدف کا ظہور ہوا) مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی پاک شریعت ہے اور یہ بھی جان لو اے جوان! کہ اس میں نمودار ہونے والی صدف خلافت راشدہ کا تخت ہے۔)

قطرہا آں چار بزم آرائے او
زانکہ او کل بود و شاں اجزائے او

اللہ ﷺ کل ہیں اور وہ چاروں آپ کے اجزاء۔)

ان تشبیہات کی معنویت اور حسن پر جتنا بھی غور کیا جائے اتنا ہی زیادہ لطف آتا ہے اور حظ حاصل ہوتا ہے۔

کبھی امام احمد رضا رسول کریم ﷺ کو پھول قرار دیتے ہیں اور خلفاء اربعہ کو اس پھول کی پتیاں

برگہائے آں گل زیبا بدند
رنگ و بوئے احمدی مے داشتند

(چاروں خلفاء اس گل زیبا ﷺ کی ایسی پتیاں تھیں جن کی رنگت اور خوشبو احمد ﷺ جیسی تھی۔)

بہر حال رسول اللہ ﷺ ابر کرم ہوں اور خلفاء آپ کے قطرے یا آپ ﷺ پھول ہوں اور خلفاء اس کی پتیاں دونوں صورتوں میں آپ کل بنتے ہیں اور خلفاء آپ کے اجزاء ---- زانکہ او کل بود شاں اجزائے او۔

اسکے بعد فرداً فرداً چاروں خلفاء کا ذکر کرتے ہیں اور نہایت لطیف مناسبتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو سرور کونین ﷺ کے مختلف اعضاء قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں

آں عتیق اللہ امام المتقیں
بود قلب خاشع سلطانِ دیں

(وہ اللہ کے دین پر

و تواضع کی بنا پر گویا سلطان دین صلی اللہ علیہ وسلم کے دل تھے۔)

وال عمر حق گو زبان آنجناب

یَنطِقُ الحقُّ علیہ والصَّواب

(اور وہ حق گو عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ زبان تھے جس پر ہمیشہ حق اور درست بات جاری ہوتی تھی۔)

بود عثماں شرمگیں چشم نبی

تیغ زن دست جواد او علی

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم شرمگیں تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے سخی اور شمشیر زن ہاتھ تھے۔)

اللہ اللہ!! کس خوبصورتی سے امام احمد رضا نے تاجدار مدینہ اور خلفاء راشدین کی موافقت اور یگانگت کو اجاگر کیا ہے کہ پہلے حسین و جمیل تشبیہات و تخیلات کے ساتھ خلفاء کو آپ کے اجزاء و اعضاء ثابت کیا' پھر معنوی مناسبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ کا دل' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی زبان' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کی آنکھ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپکا ہاتھ قرار دے دیا۔ ظاہر ہے کہ انسان جب اپنے اعضاء سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو اس کو نہ زبان ہلانا پڑتی ہے نہ اشارۂ ابرو کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ صرف ارادہ کرنا پڑتا ہے اور اعضاء خود بخود

معروف ... ہو جاتے ہیں۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین کی حضور علیہ ﷺ کے ساتھ ایسی ہی ہم رنگی و ہم آہنگی تھی۔

قصد کارے کرد آں شاہِ جواد
ہر یکے اِنّیْ لہٗ گویاں ستاد

(جوں ہی وہ سخی بادشاہ ﷺ کسی کام کا ارادہ کرتے تھے ان چاروں میں سے ہر ایک یہ کہتے ہوئے کہ میں جو اس کے لئے موجود ہوں اُٹھ کھڑا ہوتا تھا۔)

جنبش ابروٗ نہ تکلیف کلام
خود بود ایں کار آخر والسلام

(رسول اللہ ﷺ کو نہ ابرو ہلانا پڑتا تھا نہ گفتگو کرنا پڑتی تھی بلکہ (خلفاء کے توسط سے) وہ کام خود ہی پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا تھا۔)
میرے خیال میں باہمی ربط و تعلق اور مراد فہمی و مزاج شناسی کی اس بہتر تصویر کشی ممکن نہیں۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

***

یہ تو فارسی زبان میں خلفاء اربعہ کی مدح و ثنا کی چند جھلکیاں تھیں۔ ظاہر ہے کہ اردو زبان قندپارس کی شیرینی و حلاوت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تاہم امام احمد رضا رحمۃ نے اردو میں بھی اتنی مٹھاس سمودی ہے کہ ان کے اشعار پڑھ کر منہ میں شہد سا گھل جاتا ہے۔

پہلے وہ اشعار پیش خدمت ہیں جن میں خلفاء اربعہ کے امتیازات واعزازات بیان کئے گئے ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ وہ روضہ منورہ میں شہ بطحا علیہ وسلم کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ امام احمد رضا اس معیت کو علم نجوم کی اصطلاح سے واضح کرتے ہیں۔

محبوب ربِ عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
سعدین کا قِران ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کئے ہیں تارے، تجلی قمر کی ہے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تاریخ عالم میں یہ امتیاز خاص ہے کہ ان کے گھر میں دو نور اترے۔ یعنی نور مجسم علیہ وسلم کی دو نورانی صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں آئیں۔ اسی بنا پر آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ اس بے مثال اعزاز پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تہنیت پیش کرتے ہوئے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابو تراب ہے یعنی "خاک والا"۔ ایک دفعہ ننگی زمین پر لیٹنے کی وجہ سے ان کا جسم گرد آلود ہو گیا تھا تو سرور عالم علیہ وسلم نے ان کو اس پیار

کی کنیت سے مخاطب فرمایا تھا۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس عظمت کا یوں تذکرہ کرتے ہیں۔

اس نے لقب خاک شہنشاہ ﷺ سے پایا
جو حیدر کرار کہ مولیٰ ہے ہمارا

ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران پر سر رکھے محو خواب تھے۔ عصر کا وقت تھا۔ رسول اللہ ﷺ نماز عصر پڑھ چکے تھے جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نہیں پڑھی تھی اتنے میں عصر کا وقت قریب الاختتام ہو گیا اور سورج ڈوبنے لگا۔ مولیٰ علی نے نماز قضا کرنا گوارا کر لیا مگر اپنے آقا ﷺ کے آرام میں خلل ڈالنا پسند نہ کیا۔ حالانکہ نماز عصر حرمت و خطر کے اعتبار سے تمام نمازوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس کی خصوصی تاکید آئی ہے۔ حافظُوعلی الصَّلَوات والصَّلَوۃِ الوُسطی (نگہبانی کرو نمازوں کی اور درمیانی نماز کی) اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ صلوۃ وسطی سے مراد عصر کی نماز ہے کیونکہ یہ فجر و ظہر اور مغرب و عشاء کے درمیان ہے۔ زیادہ تاکید کے لئے اس کو باقی نمازوں سے الگ کر کے بطور خاص ذکر کیا گیا۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نماز کی قرآن کریم میں اس قدر تاکید وارد ہے وہ بھی مولیٰ علی نے سرکار دو جہاں ﷺ کی نیند پر قربان کر دی۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

یہ واقعہ غزوۂ خیبر کا ہے۔ اس سے کئی سال پہلے ایسی ہی صورت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی پیش آئی تھی جب غار ثور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود میں سر رکھے استراحت فرما رہے تھے اور زہریلے سانپ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر کاٹ لیا تھا۔ شدید درد اور انتہائی تکلیف کے باوجود انہوں نے جنبش تک نہ کی کہ کہیں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل نہ پڑ جائے۔ حالانکہ سانپ کے زہر سے ان کی جان جانے کا خطرہ تھا اور جان کی حفاظت تو تمام روشن اور عزر فروض کی جان ہے۔ یہ تو اتنا بڑا فرض ہے کہ اس کے لئے قطعی حرام چیزوں کی حرمت وقتی طور پر ساقط ہو جاتی ہے۔ مثلاً بھوک پیاس سے کسی کی جان جارہی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ جان بچانے کی حد تک خنزیر کا گوشت کھائے یا شراب پی لے۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جان کی حفاظت جیسے اہم فرض سے بھی صرف نظر کیا اور سوراخ میں ایڑی جمائے بیٹھے رہے تاکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند نہ اچاٹ ہو جائے۔

صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروض غرر کی ہے

یہ علیحدہ بات ہے کہ بعد میں آقائے مومنین صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب دہن لگا کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو شفا بخش دی اور سورج کو لوٹا کر جناب مرتضی رضی اللہ عنہ کو عصر کی نماز پڑھوادی

ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

خلفاء راشدین میں سے دو عظیم خلفاء کے یکساں طرز عمل سے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دلنشین و دلپذیر نتیجہ نکالا ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

کیا خوبصورت استدلال ہے اور کیا ہی روح پرور نتیجہ ہے۔!!

ایسی دقتِ نظر اور قوتِ استنباط امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے سوا بھلا کسی کو عطا ہوئی ہے!

❀ ❀ ❀

اب چند ایسے اشعار ہدیہ قارئین ہیں جن میں چاروں خلفاء کا یکجا ذکر ہے۔
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور علی مرتضٰی کی ہمت و شجاعت مشہور عالم ہے۔ یہی بات امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کتنے پیارے انداز میں بیان کرتے ہیں۔

جان و دل تیرے قدم پر وارے
کیا نصیبے ہیں تیرے یاروں کے
صدق و عدل و کرم وہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

ان چاروں کا آپس میں اس قدر اتحاد ہے کہ گویا ابو بکر عین فاروق ہے اور عثمان بعینہ علی ہے۔ رضی اللہ عنھم اجمعین

تیرے چاروں ہمدم ہیں یکجان، یک دل
ابو بکر، فاروق، عثماں، علی ہے

اور چاروں اپنے آقا پر ایسے نثار ہونے والے ہیں جیسے بلبل پھول پر فدا ہوتے ہیں

شیخین ادھر نثار ' غنی و علی ادھر
غنچہ ہے بلبلوں کا ' یمین وشمال گل

پھولوں کا غنچہ تو مشہور ہے "بلبلوں کا غنچہ" امام احمد رضا کی جدت طرازی ہے۔
اسی مفہوم کی ادائیگی کا ایک اور انداز دیکھئے!

ابوبکر و عمر ' عثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں
ترا سرو سہی اس گلبن رحمت کی ڈالی ہے

فارسی اشعار کے ذیل میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ امام احمد رضا جان دو عالم ﷺ کو کل قرار دیتے ہیں اور خلفاء راشدین کو آپ کے اجزاء۔ اسی تخیل کی اردو میں گلپاشی ملاحظہ فرمائیے!

مولیٰ گلبن رحمت ' زہرا ' سبطین اس کی کلیاں پھول
صدیق و فاروق و عثمان و حیدر ' ہر اک اس کی شاخ

یوں تو خلفاء راشدین کی مدح و ثنا پر مشتمل درج بالا تمام اشعار ہی دل میں اتر جانے والے ہیں مگر جو حلاوت و شیرینی اور جامعیت و انفرادیت سلام رضا میں پائی جاتی ہے اس کی تو بات ہی کچھ اور ہے!

آیئے! اس مشہور عالم سلام کے ان اشعار کا مطالعہ کرتے ہیں جن کا تعلق خلفاء اربعہ سے ہے۔ ذرا دیکھئے تو کہ امام احمد رضا ؒ نے ان کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے کیسی کیسی معنی آفرینیاں کی ہیں۔!!

پہلے خلیفہ راشد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے بارے میں مسلم ہے کہ وہ قرب الٰہی کی راہ پر چلنے والے تمام لوگوں میں سابق تھے، یعنی سبقت لے جانے والے، کیونکہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔ اس پر بھی اہل سنت کا اتفاق ہے کہ جو کمال ان کو حاصل ہوا وہ کوئی دوسرا نہ پاسکا۔ یقیناوہ اپنی کاملیت میں اوحد و منفرد تھے۔

خاص اس سابق سیر قرب خدا
اوحد کاملیت پہ لاکھوں سلام

وہ آنحضرت ﷺ کے کمالات کا پرتو اور سایہ تھے انتخاب خداوندی کا مایہ تھے اور ایسے خلیفہ راشد تھے کہ خود خلافت راشدہ کو ان پر ناز تھا۔

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفا
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ نے ان کو "اتقی" کہا یعنی نہایت ہی متقی جبریل امین ان کے لئے صدیق کا لقب لائے اور سرور عالم ﷺ نے ان کو اپنی آنکھ کان اور روئے زمین پر اپنا وزیر کہا۔

اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

وہ انبیاء کے بعد تمام مخلوقات سے افضل ہیں اور شب ہجرت "ثانی اثنین" (دو میں سے دوسرا) ہونے کا شرف بھی انہی کو حاصل ہے۔

یعنی اس افضلُ الخلْق بعْدالرُسُلْ
ثانی اثْنَیْن ہجرت پہ لاکھوں سلام

دوسرے خلیفہ راشد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب وصف بیان کیا ہے کہ وہ خدا کے ایسے دوست ہیں جن کے اعداء پر سقر (دوزخ) شیدا ہے۔ یعنی باقی تمام جہنمی تو دوزخ میں پھینکے جائیں گے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دشمنوں پر دوزخ عاشق ہے اور خود انکو ڈھونڈتی پھرتی ہے۔

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

سرور عالم ﷺ نے انکو فاروق کا لقب دیا تھا' یعنی حق کو باطل کی آمیزش سے الگ کر دینے والے' ہدایت کے امام تھے کہ کرۂ ارض کے ایک بڑے حصے کو رشد و ہدایت کے نور سے منور کر گئے اور اشدّاء وعلی الکُفّار کا مکمل مصداق تھے' گویا کفار پر شدت کی سونتی ہوئی تلوار تھے۔

فارق حق و باطل' امام الہدیٰ
تیغِ مسلول شدّت پہ لاکھوں سلام

وہ نبی ﷺ کے ترجمان وہم زبان تھے کیونکہ نبی ﷺ بھی ہمیشہ حق کہتے تھے----اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا اور حضرت عمر کی زبان پر بھی حق جاری ہوتا تھا----اِنَّ اللہ وضع الحقَّ علٰی لِسَانِ عُمر۔ نیز عدل وانصاف کی تمام شان و شوکت انہی کے دم سے ہے گویا وہ عدالت کی روح اور جان ہیں۔

ترجمان نبی ہم زبان نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

تیسرے خلیفہ راشد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا سب کچھ مسجد احمدی (مسجد نبوی) میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو پیش کر دیا تھا۔ اس طرح وہ خود تو زاہد بن گئے مگر "جیش عسرت" یعنی تنگدستی والے لشکر کو دولت سے مالامال کر گئے۔

زاہد مسجد احمدی پر درود
دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام

وہ جامع القرآن ہیں، یعنی قرآن کریم کی متفرق سورتوں کو یکجا کرنے والے گویا قرآن کے بکھرے موتیوں کے لئے انتہائی قیمتی سلک اور لڑی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کو یہ اعزاز خاص بھی حاصل ہے کہ وہ عفت وپاکیزگی کے دونوروں یعنی جان جہان ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے یکے بعد دیگرے شوہر بنے۔

درِ منثور قرآں کی سلک بہی
زوجِ دو نور عفت پہ لاکھوں سلام

سرور عالم ﷺ نے ان کو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا' یعنی خلافت وہدایت کا قمیص۔ کچھ لوگ اسے تمہارے بدن سے اتارنا چاہیں گے مگر تم نہ اتارنا۔ انہوں نے اپنے آقا ﷺ کے فرمان کی یوں لاج رکھی کہ شہادت کا حلّہ پہن لیا مگر اس قمیص کو اتارنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

یعنی عثمان صاحب قمیص ہدیٰ
حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ شیر خدا ہیں اور تمام بہادروں سے بڑھ کر بہادر ہیں۔ ان کی شجاعت و بہادری کے واقعات سے حدیث اور تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ نیز جنت میں دودھ اور شہد کی نہروں سے اور حوض کوثر سے لوگوں کو شیر و شربت کے جام پلائیں گے۔

مرتضیٰ شیرِ حق ، اشجع الاشجعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

وہ صفائی اور پاکیزگی سے متصف نسل یعنی رسول اللہ ﷺ کی اولاد کیلئے اصل ہیں، وصل خداوندی کا ذریعہ ہیں اور ولایت کی تمام فصلوں کے لئے باب ہیں۔ یعنی جس طرح کتابوں میں ایک باب ہوتا ہے اور اس کے ذیل میں متعدد فصلیں ہوتی ہیں' اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حیثیت باب جیسی ہے اور ولایت کے بیشتر سلسلے انہی کی

اصل نسل صفا ' وجہ وصل خدا

باب فصل ولایت پہ لاکھوں سلام

وہ اہل رفض یعنی حب اہل بیت کے جھوٹے دعوے داروں اور اہل خروج' یعنی حضرت علی سمیت دیگر صحابہ کرام پر اعتراض کرنے والوں کو سب سے پہلے دفع کرنے والے ہیں اور ملت کے چار ارکان یعنی خلفاء راشدین میں سے چوتھے رکن ہیں۔

اولیں دافع اہل رفض و خروج

چاری رکن ملت پہ لاکھوں سلام

مندرجہ بالا (۵۰) اشعار میں سے بیشتر نعتیہ ہیں۔ یعنی امام احمد رضا نے صحابہ کرام کی منقبت اس انداز میں بیان کی ہے کہ وہ نعت مصطفیٰ ﷺ بن گئی ہے۔ اگر ان اشعار کو بھی جمع کیا جائے جن میں خصوصی طور پر صحابہ کرام کے مناقب بیان کئے گئے ہیں تو پھر تعداد کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

اب آپ ہی بتایئے قارئین کرام! کہ صحابہ کرام اور خصوصا خلفاء راشدین کی مدح و ثنا اس بھرپور انداز میں امام احمد رضا کے سوا ان کے معاصرین میں سے کس نے کی ہے۔ ؟!

آہ!

کہ اصحاب رسول ﷺ کے ایسے عاشق زار کو بھی "البریلویہ" کے مصنف

نے شیعہ لکھ دیا ہے۔

کیا امانت و دیانت کو پامال کرنے اور حق و صداقت کا خون کرنے کی اس سے بدتر صورت بھی کوئی ہو سکتی ہے۔!!؟

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

"گلبانگ مدینہ"

سلامِ رضا کے چند اشعار پر نہایت دلآویز تضمینیں

تضمین نگار:- قاضی عبدالدائم دائم

یہ تضمینیں کب کیسے اور کہاں موزوں ہوئیں.....؟ اس کی پر لطف روداد بیان کرتے ہوئے گرامی قدر تضمین نگار اپنے معروف و مقبول سفر نامے "بلاوا" میں رقمطراز ہیں۔

" ہفتے کی صبح نماز فجر کے بعد حسب معمول آقائے کونین ﷺ کے پاؤں کی جانب بیٹھا تھا اور سرورِ عالم ﷺ کی نوع بنوع عظمتوں کا تصور کر کے لطف اندوز ہو رہا تھا پاؤں کی طرف بیٹھا ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے پائے مبارک کے اعزاز و اکرام کی جانب خیال چلا گیا اور بے ساختہ زبان پر سورہ بلد کی وہ مبارک آیتیں رواں ہو گئیں' جن میں اللہ تعالی نے شہر مکہ کی قسم کھائی ہے' مگر ساتھ میں وضاحت فرمائی ہے کہ اس شہر کی قسم اس بناء پر نہیں کھا رہا ہوں کہ یہاں حرم ہے' یا صفا مروہ ہے قسم کھانے کی یہ وجہ بھی نہیں کہ یہاں میرا وہ عظیم الشان گھر ہے' جس کے گرد دیوانہ وار گھومنے کے لئے عشاق اقصائے عالم سے کھنچے چلے آتے ہیں' بلکہ قسم کھانے کا سبب صرف اور صرف یہ ہے کہ اس شہر میں میرا محبوب قیام پذیر ہے......لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ o وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ o

انہی آیات کی جانب تلمیح کرتے ہوئے اعلی حضرت نے اپنے آقا ﷺ کے تلوے کی حرمت و عظمت پر یوں سلام پیش کیا ہے۔

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

اپنے پورے پس منظر کے ساتھ یہ خوبصورت شعر جونہی ذہن

میں آیا' اس کا مفہوم واضح کرنے کے لئے پردہ خیال پر چند مزید مصرعے بھی جھلملانے لگے اور تھوڑی ہی دیر میں تضمین کا درجِ ذیل بند تیار ہو گیا۔

اَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدْ پڑھ کے ہم دیکھتے رہ گئے شانِ میرِ حرم
پائے ناز ان کا ہے اس قدر محترم کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

نہ پوچھئے' کہ اُن ﷺ کے پائے نازکے پاس بیٹھے بیٹھے' اس بند کے دل پر وارد ہونے سے روحِ مشتاق کوکیسا حظ اور سرورحاصل ہوا.....!!!

یہ بند کیا تیار ہواکہ مجھے ایک روح پرور مشغلہ ہاتھ آگیا اور روزانہ ایک بند صبح کو اور ایک شام کو بارگاہ اقدس میں پیش کرنے لگا مدینہ منورہ میں میرے پاس سلام رضا تھا' نہ اس پر لکھی گئی بے شمار تضمینوں میں سے کوئی تضمین' تاہم سلام رضا کے جو اشعار یاد تھے' وہ بھی کافی ثابت ہوئے اور تضمین کے متعدد بند تیار ہوگئے "
(بلاوا' ص ۲۰۲ تا ۲۰٤)

یوں تو سلام رضا پر متعدد اہل محبت شعراء نے طبع آزمائی کی ہے اور ایک سے ایک بڑھ کر تضمینیں لکھی گئی ہیں' مگر مسجدِ نبوی کے اندر جانِ دوعالم کے قدموں میں بیٹھ کر فکرِ سخن کرنے اور مواجہہ شریف کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر اپنے نتیجہ فکر کو آقائے کونین ﷺ کے حضور نذر گزارنے کی سعادت شاید صرف قاضی عبدالدائم دائم صاحب کو حاصل ہوئی ہے۔ اسی مناسبت سے انہوں نے اس مجموعے کا نام "گلبانگ مدینہ"(۱) تجویز کیا ہے۔ گلزار مدینہ میں بیٹھ کر سجایا گیا یہ گلدستہ اہل محبت کی خدمت میں پیش ہے۔

محمد منشا تابش قصوری

---

(۱) پھول کو دیکھ کر فرط مسرت سے بلبل کی جو چہکار بلند ہوتی ہے اس کو "گلبانگ" کہا جاتا ہے

①

اَنْت حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدْ ۝ پڑھ کے ہم

دیکھتے رہ گئے شانِ میرِ حرم

پائے ناز اُن کا ہے اس قدر محترم

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم

اُس کفِ پا کی حُرمت پہ لاکھوں سلام

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

②

دستِ داتا نے کیسا غنی کر دیا

بھر دیا کاسہ میرا غنی کر دیا

دونوں عالم سے منگتا غنی کر دیا

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا

موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

۳

سرخ و شاداب وہ رس بھری پتیاں
نرم و نازک، حسیں، ریشمی پتیاں
تازہ جیسے کھلی ہوں ابھی پتیاں
پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

۴

دیکھ کر جس کو پروانے آنے لگے
بن کے دیوانے پھیرے لگانے لگے
جسم و جاں اُس کی ضو پر لٹانے لگے
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

۵

رحمتوں کا سبب، کُن کی کُنجی کہیں
ترجمانِ غضب، کُن کی کُنجی کہیں
مظہرِ نُطقِ رب، کُن کی کُنجی کہیں
وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

۶

ہیں مقدس اُحدؔ کی وہ سب گھاٹیاں
جن میں عُشّاق نے دے کے قربانیاں
مصطفیٰ سے نبھائیں وفاداریاں
اُن کے آگے وہ حمزہؓ کی جاں بازیاں
شیرِ غُرّان سطوت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

۷

شاہؐ کے ہم سفر جو صحابہؓ رہیں
تشنہ کامی کے دکھ وہ بھلا کیوں سہیں
"پانی بالکل نہیں آقاؐ!" جب وہ کہیں
نور کے چشمے لہرائیں' دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

۸

سُن! ارے مبتلائے وبال و زوال
ختم ہونے کو ہے دور حُزن و ملال
شادمانی کے آئیں گے اب ماہ و سال
عیدِ مشکل کُشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۹)

کھاتے دن بھر میں آقاؐ ذرا سی غذا
وہ بھی سادہ، عرب کی عوامی غذا
کیسی شاہی میں کیسی فقیری غذا
کُل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(۱۰)

حُسنِ رُخسارِ احمدؐ کوئی کیا بتائے
کس کو یارا ہے بھر کے نظر دیکھ پائے
جن کی تابش سے سورج خجِل، منہ چھپائے
جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(۱۱)

بے قدم دوڑے آئیں شجر اور حجر
جب بُلائیں اُنہیں مالکِ خشک و تر
چاند سورج بھی محکوم و زیرِ اثر
صاحبِ رَجعَتِ شمس و شَقُّ القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۱۲)

جسمِ بیمار پیہم میں دم آ گیا
چشمِ بے جان و بے نم میں دم آ گیا
دم نکلنے کے عالَم میں دم آ گیا
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۱۳)

دلکش و دلربا، گیسوئے مُشک سا
خم بہ خم، خوشنما، گیسوئے مُشک سا
جس سے مہکی فضا، گیسوئے مُشک سا
وہ کرم کی گھٹا، گیسوئے مُشک سا
لکّۂِ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۱۴)

سلطنت میں ہیں داخل سبھی عالَم
اور رعیّت ہیں کُل اوّلیں، آخریں
ہے اُسی کے تصرف میں خلدِ بریں
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

۱۵

چشمِ تاباں کے حُسن و ضیا پر درود
ہلکی سی سرخیِ خوشنما پر درود
اُٹھنے جھکنے کی ہر اک ادا پر درود
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اُونچی بینی کی رِفعت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

۱۶

اللہ اللہ! یہ سمعِ ہمایوں کی شان
اَلْمَدَدْ، یانَبِی! جب کہے خستہ جان
پہنچیں امداد کو دستگیرِ جہان
دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(۱۷)

دانت ایسے کہ ٹکڑے لگیں نور کے
جن کی تابش سے تارے کھلیں نور کے
عکس دیوار و در پر پڑیں نور کے
جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
اُن ستاروں کی نُزہت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۱۸)

جان سے ہاتھ دھوتے ہوئے ہنس پڑیں
چُور زخموں سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں
غم کی مالا پروتے ہوئے ہنس پڑیں
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسُّم کی عادت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۱۹)

یورشِ غم ہو کیسی ہی، پروا نہیں
مشکلیں آئیں جتنی بھی پروا نہیں
ہو وہ بازو اگر حامی، پروا نہیں
جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوّت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۲۰)

کب بھلا یارو! محرابِ کعبہ جھکی
ہاں، وہ آئے تو محرابِ کعبہ جھکی
بولے سب "اے لو! محرابِ کعبہ جھکی"
جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
اُن بھنوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۲۱)

شہرِ مکّہ سے جب ابھرا طَیبہ کا چاند
خوبصورت سا، پیارا سا طیبہ کا چاند
دُھوم ہر سُو مچی "نکلا طیبہ کا چاند"
جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(۲۲)

کیا جلالِ تجَلّی کو جانے کوئی
ریزے ریزے ہُوا طور، دیکھے کوئی
"خرَّ مُوسیٰ" کے معنی بھی سمجھے کوئی
"کس کو دیکھا؟" یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمّت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(۲۳)

قوّت و طاقت چشمِ خیرُ الوریٰ
کیا بتاؤں تجھے عاشقِ مصطفیٰ
کر کے آئی وہ دیدار ربُّ العُلیٰ
معنئِ "قَدرَای" مقصدِ "ماطغی"
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۲۴)

گلشنِ مصطفیٰ کا وہ شاداب گُل
جس سے مہکے ہیں مہر و وفا کے سُبل
جس کو مانا ہے امّت نے سردار کل
یعنی اس اَفْضَلُ الْخلق بعْدَ الرُّسُل
ثانی اثْنَیْن ہجرت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۲۵)

اہل حق سارے نازاں ہیں فاروقؓ پر
توڑ دی جس نے باطل کی بالکل کمر
ہے دعائے نبیؐ کا حسیں تر ثمر
وہ عمرؓ جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۲۶)

انؐ کے منگتے ہو دائم! ذرا مچلو اور
کون ایسا ملے گا سخی تجھ کو اور
بھر کے دامن ترا جو کہے "یہ لو اور"
کاش! محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

(۲۷)

آرزو ہے یہ کیسی فروزاں رضاؔ !
جس سے مقطع ہے اتنا درخشاں رضاؔ !
میں تری اس تمنا پہ قرباں رضاؔ !
"مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں" ہاں رضاؔ !
مصطفٰے جان رحمت پہ لاکھوں سلام"
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(۲۸)

کاش ! جس دم سنائیں رضاؔ یہ سلام
یہ ترنم سے بھر پور دلکش کلام
پاس دائمؔ کھڑا ہو بصد احترام
اور پڑھے ساتھ ان کے بشوقِ تمام
"مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام"

جب اجتماعی طور پر یہ سلام پڑھا جا رہا ہو تو
آخری تضمین اس طرح پڑھی جائے

کاش! جس دم سنائیں رضاؔ یہ سلام
یہ ترنّم سے بھرپور دل کش کلام
پاس ہم بھی کھڑے ہوں بصد احترام
اور پڑھیں ساتھ ان کے بشوقِ تمام
"مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام"

نوٹ

یہ تضمینیں عمدہ قسم کے آرٹ پیپر پر انتہائی دیدہ زیب ٹائیٹل سے آراستہ
پاکٹ سائز' مندرجہ ذیل پتہ پر دستیاب ہیں

محمد بشیر' پروپرائیٹر صدریہ کمپوزنگ سنٹر محلہ عیدگاہ ہری پور فون: 610787

ہدیہ: ڈاک خرچ کے علاوہ' ۵ روپے

کلامُ الامام امامُ الکلام

اعلیٰ حضرت کی ایک ترنم ریز نعت سے چند لخت ہائے اشعار حسن عقیدت سے آراستہ

دل مکانِ شہِ عرشیاں ہو گیا
لامکاں، لامکاں، لامکاں ہو گیا

دل فدائے رہِ جانِ جاں ہو گیا
امتحاں، امتحاں، امتحاں ہو گیا

گلشنِ طیبہ میں طائرِ سدرہ کا
آشیاں، آشیاں، آشیاں ہو گیا

حق شفاعت سے تیری گنہگاروں پہ
مہرباں، مہرباں، مہرباں ہو گیا

طوطیِ سدرہ وصفِ رخِ پاک میں
گلفشاں، گلفشاں، گلفشاں ہو گیا

گزرے جس کوچے سے شاہِ گردوں جناب
آسماں، آسماں، آسماں ہو گیا

طوطیِ اصفہاں، سن کلامِ رضاؔ
بے زباں، بے زباں، بے زباں ہو گیا

کلامُ الامام امامُ الکلام

اعلیٰ حضرت کی ایک ترنم ریز نعت سے چند شہ پارہ اشعار حسنِ عبارت آراستہ

دل مکانِ شہِ عرشیاں ہو گیا
لامکاں، لامکاں، لامکاں ہو گیا

دل فدائے رہِ جانِ جاں ہو گیا
امتحاں، امتحاں، امتحاں ہو گیا

گلشنِ طیبہ میں طائرِ سدرہ کا
آشیاں، آشیاں، آشیاں ہو گیا

حق شفاعت سے تیری گنہگاروں پہ
مہرباں، مہرباں، مہرباں ہو گیا

طوطیِ سدرہ وصفِ رخِ پاک میں
گلفشاں، گلفشاں، گلفشاں ہو گیا

گزرے جس کوچے سے شاہِ گردوں جناب
آسماں، آسماں، آسماں ہو گیا

طوطیِ اصفہاں، سن کلامِ رضاؔ
بے زباں، بے زباں، بے زباں ہو گیا